

ایمانیات

(۱۲)

(گزشتہ سے پورے)

فرشتوں پر ایمان

الْحَمْدُ لِلَّهِ، فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولَىٰ أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبْعَ، يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ، إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. (فاطر ۳۵:۱)

”شکر اللہ ہی کے لیے ہے، زمین و آسمان کا خالق، فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا، جن کے دودو، تین تین،

چار چار بازو ہیں۔ وہ خلق میں جو چاہے اضافہ کرتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ جن ہستیوں کے ذریعے سے مخلوقات کے لیے اپنا حکم نازل کرتے ہیں، انھیں فرشتے کہا جاتا ہے۔ قرآن میں ان کے لیے الملائكة کا لفظ آیا ہے۔ یہ مملک کی جمع ہے جس کی اصل ملائكة ہے۔ اس کے معنی پیام بر کے ہیں۔ سورہ فاطر کی جو آیت سر عنوان ہے، اس میں خود قرآن نے اشارہ کر دیا ہے کہ انھیں ملائكة کا نام اسی مفہوم کو پیش نظر رکھ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم لاہوت کے ساتھ اس عالم ناسوت کا رابطہ ان کی وساطت سے قائم ہوتا اور اس کا تمام کاروبار اللہ تعالیٰ انھی کے ذریعے سے چلاتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بارگاہ خداوندی سے جو حکم انھیں القا کیا جاتا ہے، اس کو وہ ایک محکوم محض کی طرح اس کی مخلوقات میں جاری کر دیتے ہیں۔ اس میں ان کا کوئی ذاتی اختیار اور ذاتی ارادہ کارفرما نہیں ہوتا۔ وہ سر تا پا اطاعت ہیں، ہر وقت اپنے

پروردگار کی حمد و ثنائیں مصروف رہتے ہیں اور اس کے حکم سے سر مو انحراف نہیں کرتے:

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ، يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِّنْ
فَوْقِهِمْ، وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ.

اُن کے اوپر ہے، ڈرتے ہیں اور وہی کرتے ہیں جس

(النحل: ۱۶-۴۹-۵۰) کا حکم انھیں دیا جاتا ہے۔“

ان پر ایمان کا تقاضا جن وجوہ سے کیا گیا ہے، وہ استاذ امام امین احسن اصلاحی نے اپنی تفسیر میں اس طرح بیان فرمائے ہیں:

”...ایمان بالکتاب اور ایمان بالرسول کا ایک غیر منفک جزو ایمان بالملئکہ ہے۔ ملائکہ کو مانے بغیر خدا اور اس کے نبیوں کے درمیان کا واسطہ غیر واضح اور غیر معین رہ جاتا ہے، جس کے غیر واضح رہنے سے نہ صرف سلسلہ علم و ہدایت کی ایک نہایت اہم کڑی گم شدہ رہ جاتی ہے، بلکہ ہدایت آسمانی کے باب میں عقل انسانی کو گمراہی کی بہت سی راہیں بھی مل جاتی ہیں۔ یہ بات تو دنیا ہمیشہ سے مانتی آئی ہے کہ خدا ہے اور یہ بات بھی اس نے ہمیشہ محسوس کی ہے کہ جب وہ ہے تو اسے اپنی مرضیات سے اپنے بندوں کو آگاہ بھی کرنا چاہیے، لیکن جب وہ کبھی بے نقاب اور درو ہو کر ہمارے سامنے نہیں آتا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ ذریعہ اور واسطہ کیا ہے جس سے وہ خلق کو اپنے احکام و ہدایات سے آگاہ کرتا ہے۔ اگر اس مقصد کے لیے اس نے اپنے خاص بندوں کو منتخب کیا ہے، جن کو انبیاء و رسول کہتے ہیں تو بعینہ یہی سوال ان کے بارے میں بھی اٹھتا ہے کہ ان نبیوں اور رسولوں کو وہ اپنے علم و ہدایت سے آگاہ کرنے کا کیا ذریعہ اختیار کرتا ہے۔ کیا درو درو ہو کر خود ان سے بات کرتا ہے یا کوئی اور ذریعہ اختیار فرماتا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں کے درمیان علم کا واسطہ وحی ہے جو وہ اپنے فرشتوں، بالخصوص اپنے مقرب فرشتے جبریل کے ذریعہ سے بھیجتا ہے۔ یہ فرشتے خدا کی سب سے زیادہ پاکیزہ اور برتر مخلوق ہیں۔ ان کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ یہ براہ راست خدا سے وحی اخذ کر سکتے ہیں... وحی و رسالت کے ساتھ فرشتوں کے اس گہرے تعلق کی وجہ سے نبیوں اور کتابوں پر ایمان لانے کے لیے ان پر ایمان لانا بھی ضروری ہوا۔ یہ خدا اور اس کے نبیوں اور رسولوں کے درمیان رسالت کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور اس اعتبار سے یہ ناگزیر ہیں کہ یہی ایک ایسی مخلوق ہیں جو عالم لاہوت اور عالم ناسوت، دونوں کے ساتھ یکساں ربط رکھ سکتے ہیں۔ یہ اپنی نورانیت کی وجہ سے خدا کے انوار و تجلیات کے بھی متحمل ہو سکتے ہیں اور اپنی مخلوقیت کے پہلو سے انسانوں سے بھی اتصال پیدا کر سکتے ہیں۔ ان کے سوا کوئی اور مخلوق خدا تک رسائی کا یہ درجہ اور مقام نہیں رکھتی۔ اس وجہ سے ضروری ہوا کہ نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ان رسولوں پر بھی ایمان لایا جائے جو خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان

رسالت کا واسطہ ہیں۔“ (تدبر قرآن ۱/۲۲۳)

ان فرشتوں کے جو فرائض اور ذمہ داریاں قرآن میں بیان ہوئی ہیں، وہ یہ ہیں:

۱۔ وہ خدا کا حکم اس کی مخلوقات میں جاری کرتے ہیں۔

”اس (رات) میں فرشتے اور روح الامین اترتے
تَنْزِلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا، بِإِذْنِ رَبِّهِمْ،
مِنْ كُلِّ أَمْرٍ. (القدر ۹۷:۴)“
ہیں، ہر حکم لے کر اپنے پروردگار کی اجازت سے۔“

۲۔ وہ جس طرح حکم لے کر اترتے ہیں، اسی طرح بارگاہ خداوندی میں پیشی کے لیے عروج بھی کرتے ہیں۔

”فرشتے اور روح الامین (تمہارے حساب سے)
تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ، فِي يَوْمٍ
كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ.
پچاس ہزار سال کے برابر ایک دن میں اس کے حضور
پہنچتے ہیں۔“ (المعارج ۷۰:۴)

۳۔ وہ نبیوں پر وحی نازل کرتے ہیں۔

”اپنے بندوں میں سے وہ جس پر چاہتا ہے، اپنے
يُنزِلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ
يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنَا، فَاتَّقُونِ. (النحل ۱۶:۲)“
حکم کی وحی کے ساتھ فرشتے اتارتا ہے کہ لوگوں کو
مخبردار کرو کہ میرے سوا کوئی الہ نہیں، اس لیے تم مجھی
سے ڈرو۔“

قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وحی بالعموم جبریل امین لے کر آتے ہیں۔ فرشتوں میں وہ سب سے زیادہ بلند مرتبہ اور مقرب ہیں۔ خدا کی بارگاہ میں انھیں براہ راست رسائی حاصل ہے۔ ان کے اور صاحب عرش کے درمیان کوئی دوسرا حائل نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں انھیں صاحب قوت، مطاع اور امین بھی کہا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ذمہ داری انھیں دی گئی ہے، وہ اس کے لیے تمام قوتوں اور صلاحیتوں سے بھرپور ہیں۔ لہذا اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ کوئی دوسری قوت یا ارواح خبیثہ انھیں کسی بھی درجے میں متاثر یا مرعوب کر سکیں یا خیانت پر آمادہ کر لیں یا خود ان سے اس وحی میں کوئی اختلاط یا فروگزاشت ہو جائے۔ اس طرح کی تمام کمزوریوں سے اللہ تعالیٰ نے انھیں محفوظ کر رکھا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے:

”اُس کو ایک مضبوط قوتوں والے اور ہر لحاظ سے توانا
عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى، ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى،
هَسْتِي نَعْلَمِ دِي هِي۔ وہ سامنے آکھڑا ہوا، جب کہ
وَهُوَ بِالْأَفْقِ الْأَعْلَى، ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى،
وہ افقِ اعلیٰ میں تھا، پھر قریب آیا اور جھک پڑا، یہاں
فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى، فَأَوْحَى

إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ. (النجم ۵۳: ۵-۱۰)

تک کہ دو کمانون کے برابر یا اس سے کچھ کم فاصلہ رہ گیا۔ پھر اللہ نے اپنے بندے کی طرف وحی کی جو وحی بھی اسے کرنی تھی۔“

۴۔ وہ انسانوں کے علم و عمل کی نگرانی کرتے اور ان کا دفتر عمل محفوظ رکھتے ہیں۔

وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ، كِرَامًا كَاتِبِينَ،
”دراں حالیکہ تم پر نگران مقرر ہیں، بڑے معزز لکھنے والے۔ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو۔“ (الانفطار ۸۲: ۱۰-۱۲)

۵۔ وہ لوگوں کے لیے بشارت اور عذاب لے کر اترتے ہیں۔

وَلَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ،
”اور ابراہیم کے پاس ہمارے فرشتے خوش خبری لے کر پہنچے۔ کہا: تم پر سلامتی ہو۔ ابراہیم نے جواب دیا:
تم پر بھی سلامتی ہو۔ دیر نہیں گزری کہ ابراہیم ایک بھنا ہوا پھڑا (اُن کی ضیافت کے لیے) لے آیا۔ پھر جب دیکھا کہ اُن کے ہاتھ اُس کی طرف نہیں بڑھ رہے ہیں تو اسے اجنبیت محسوس ہوئی اور وہ اُن سے کچھ خوف زدہ ہو گیا۔ وہ بولے: ڈرو نہیں، ہم تو قوم لوط کی طرف (اُس پر عذاب نازل کرنے کے لیے) بھیجے گئے ہیں۔“

سورہ ہود کی اس آیت سے ضمنی بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ فرشتے انسانوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور ان کی طرح کھانے پینے اور اس طرح کی دوسری ضرورتوں سے اس کے باوجود منزہ رہتے ہیں۔

۶۔ وہ خدا کی تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے اور زمین والوں کے لیے اس کے حضور میں مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں۔

وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ،
”اور فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور زمین والوں کے لیے (اُس سے) مغفرت چاہتے ہیں۔ سنو، بخشنے والا اور (لوگوں پر) ہمیشہ رحم فرمانے والا تو اللہ ہی ہے۔“

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ. إِلَّا، إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ. (الشوریٰ ۴۲: ۵)

مغفرت چاہتے ہیں۔ سنو، بخشنے والا اور (لوگوں پر) ہمیشہ رحم فرمانے والا تو اللہ ہی ہے۔“

۷۔ وہ لوگوں کی روحمیں قبض کرتے ہیں۔

قُلْ: يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ، ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ. (السجده ۳۲: ۱۱)

”کہہ دو کہ تمہاری جان وہی فرشتہ قبض کرے گا جو تم پر مقرر ہے، پھر تم اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

۸۔ وہ دنیا اور آخرت، دونوں میں ایمان والوں کے رفیق ہیں اور موت کے وقت انہیں جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ، ثُمَّ اسْتَقَامُوا، تَنْزَلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا، وَلَا تَحْزَنُوا، وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ. نَحْنُ أَوْلِيُّكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ، وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَىٰ أَنْفُسُكُمْ، وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ. (حم السجده ۳۱: ۳۰-۳۱)

”جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے (اس بشارت کے ساتھ) کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو اور اس جنت کی خوش خبری قبول کرو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی تھے اور (اب) آخرت کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں، اور تمہیں اس میں ہر وہ چیز ملے گی جو تم چاہو گے اور اس میں ہر وہ چیز ملے گی جو تم طلب کرو گے۔“

۹۔ قیامت میں وہ بارگاہ خداوندی کے حاضر باش اور تخت الہی کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ، يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ. (الزمر ۳۹: ۷۵)

”اور تم فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد حلقہ بنائے ہوئے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر رہے ہوں گے۔“

وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا، وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنِيَّةٌ. (الحاقة ۶۹: ۱۷)

”اور فرشتے اس کے کناروں پر (سمٹے ہوئے) ہوں گے اور (ان میں سے) آٹھ اس دن تمہارے پروردگار کا عرش اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے۔“

۱۰۔ دوزخ کا نظم و نسق بھی انھی کے سپرد ہوگا۔

عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَظٌ شِدَادٌ، لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ، وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ.

”جس پر تندخو اور سخت گیر فرشتے مقرر ہوں گے۔ اللہ جو حکم انہیں دے گا، اس کی تعمیل میں وہ اس کی

(التحریم ۶:۶۶) نافرمانی نہ کریں گے اور وہی کریں گے جس کا انھیں حکم

دیا جائے گا۔“

قرآن کے اشارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی صورت جنت میں بھی ہوگی۔

ان فرائض اور ذمہ داریوں کے ساتھ قرآن نے جگہ جگہ ان غلط تصورات کی تردید بھی کی ہے جو لوگوں نے فرشتوں کے بارے میں قائم کر لیے تھے۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ وہ ہرگز خدا کی بیٹیاں نہیں ہیں، جس طرح کہ یہ احمق سمجھتے ہیں، بلکہ اس کے مقرب بندے ہیں۔ ان کو یہ تقرب اس لیے حاصل نہیں ہوا کہ وہ زور و اثر یا ناز و تدلل سے کوئی بات خدا سے منوا سکتے ہیں، بلکہ خدا کی بندگی اور وفاداری کے ہر معیار پر پورے اترنے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ اس طریقے سے کوئی بات منوالینا تو ایک طرف، وہ خدا کے آگے بات کرنے میں پہل بھی نہیں کرتے اور اسی وقت زبان کھولتے ہیں، جب انھیں اجازت ملتی ہے۔ پھر جو کچھ پوچھا جائے، اس کا جواب بھی ہمیشہ حد ادب کے اندر رہ کر دیتے ہیں اور خلاف حق کوئی بات نہیں کہتے۔ وہ نہ کسی کی سفارش کر سکتے ہیں اور نہ بطور خود کوئی اقدام کر سکتے ہیں، بلکہ ہر وقت حکم کے منتظر اور خدا کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں:

قَالُوا: اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا، سُبْحٰنَهُ، بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ، لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ، وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ، يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ، وَلَا يَشْفَعُونَ، إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَى، وَهُمْ مِّنْ خَشِيَّتِهِ مُشْفِقُونَ، وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ: إِنِّي إِلَهٌ مِّنْ دُونِهِ، فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ، كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ. (الانبیاء: ۲۱-۲۶-۲۹)

”یہ کہتے ہیں کہ رحمن کی اولاد ہے۔ (ہرگز نہیں)، وہ پاک ہے، بلکہ (یہ فرشتے تو اس کے) مقرب بندے ہیں۔ اس کے حضور میں کبھی بڑھ کر نہیں بولتے اور ہر حال میں اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ ان کے آگے اور پیچھے کی ہر چیز سے واقف ہے اور کسی کی سفارش نہیں کرتے سوائے اُن کے جن کے حق میں اللہ پسند کرے، اور وہ اس کے خوف سے لرزتے رہتے ہیں۔ اور ان میں سے جو کہے گا کہ اللہ کے سوا میں بھی ایک الہ ہوں، تو اسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے۔ ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔“

استاذ امام لکھتے ہیں:

”... عقل انسانی عالم لاہوت سے تعلق رکھنے والی ارواح کے تجسس میں ہمیشہ سے رہی ہے اور اس ضرورت کو اس نے اس شدت کے ساتھ محسوس کیا ہے کہ اس تلاش میں اگر اس کو کوئی صحیح چیز نہیں مل سکی ہے تو جو غلط سے غلط چیز بھی

اس کے ہاتھ آگئی ہے، اسی کا دامن اس نے پکڑ لیا ہے۔ عرب کے کاہن و ساحر جنات، شیاطین اور ہاتھ غیبی کو عالم لاہوت سے تعلق کا ذریعہ سمجھتے تھے، ہندوستان کے جوتشی اور منجم ستاروں کی گردشوں کے اندر غیب کے اسرار ڈھونڈتے تھے۔ چین کے مندروں کے پجاری اپنے باپ دادا کی ارواح کے توسط سے عالم غیب سے توسل پیدا کرتے تھے۔ قرآن نے ان تمام غلط وسائل اور واسطوں کی نفی کر دی اور ان کے ذریعہ سے حاصل شدہ علم کو رطب و یابس کا مجموعہ ٹھہرایا اور ساتھ ہی یہ حقیقت واضح فرمائی کہ علم الہی کا قابل اعتماد ذریعہ صرف ملائکہ ہیں جو انبیاء کے پاس آتے ہیں اور جتنا کچھ خدا ان کو دیتا ہے، وہ بے کم و کاست ان کو پہنچا دیتے ہیں۔‘ (مدبر قرآن ۱/۴۲۴)

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.ghamidi.net